© rasailojaraid.com

گوہرِ حیات اور اس کے حصول کا بہترین ذریعہ

ایک مفکرانہ اور داعیانہ تجزیہ

ڈاکٹر سید مسعود احمد لکچرر شعبۂ کیمسٹری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

قسط نمبر (۲)

یہ بھی قابلِ فہم و شعور ہے کہ خالقِ کائنات کوئی انسان تو کم از کم نہیں ہو سکتا۔ اور جب فاطرِ کائنات انسان نہیں ہو سکتا تو پھر یہی امکان ہے کہ وہ ان کو (انسان کو) کسی دوسرے طریقوں سے پہنچائے۔ (To convey communicate) سائنس کی رو سے اس علم کو پہنچانے کا بہترین طریقہ کار لطیف اشاروں ہی کے ذریعہ ممکن ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یہ ہر انسان کا کام اور اس کی ذمّہ داری ہے کہ فاطرِ فطرت کے لطیف اشاروں کی جستجو اور ان کی تحقیق کرے۔

اب آئیے کمالِ بندگی کے مفہوم پر بھی غور کریں۔ بندگی اپنی کم مائیگی کے جبلی و فطری احساس سے عبارت ہے۔ اور اس میں انسان اپنے نفس کی نفی کر کے اپنے مالک و آقا کے تئیں اظہارِ خشیت و تذلّل کرتا ہے۔ لہٰذا بندگی میں دو پہلو ہیں اوّلاً اپنے نفس کے تقاضوں کو مؤخر کرنا۔ ثانیاً کسی ہستی کے حضور خشیت، تذلل اور مسکنت کا اظہار کرنا۔

لہٰذا بندگی کا ایک پہلو یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کے فطری تقاضوں کو مؤخر کر کے دوسرے موجودات خصوصاً انسانوں کے ارتقاء و بقاء کا سامان فراہم کرے۔ ان کے لیے مخلصانہ ہمدردیاں اپنی زبان و عمل سے پیش کرے۔ ان کی پریشانیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کرے۔ وہ اگر غلط راستہ پر جا رہے ہیں جس کا انجام ان کی بقاء و ارتقاء کے لیے خطرناک ہے تو ان کو سیدھے راستہ پر ڈال دینے کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جدوجہد کرنے۔ اُن کے کام آنے میں اپنی عزت و فلاح سمجھے۔ اور جب اس کو دنیا میں امن و اماں برپا کرنے کی جدوجہد میں لطف و سرور محسوس ہونے لگے اور یہ صفات مستقل طور پر موجود رہیں تو یہ درجہ کمالِ بندگی کا ہے۔

مگر اس درجہ کو پانے کے لیے محض زبانی باتوں اور بغیر بیرونی و اندرونی محرکات کے کام نہیں چل سکتا۔ تحریر و تقریر اور علم و عقل سے آگے بڑھ کر جب انسان عملی طور پر اس مہم کو سر کرنے چلتا ہے تو نفس و شیطان اور گمراہ کن ماحول اس کو فوراً روک دیتے ہیں۔ اس پر طنز و استہزا اور اس کے بیوقوف ہونے کے الزام لگائے جاتے ہیں۔ اس کے خانگی مسائل اور ذاتی تقاضے آڑے آتے ہیں۔ لہٰذا ان اندرونی اور بیرونی رکاوٹوں سے نبرد آزمائی کے دو طریقے ہیں یعنی اندرونی اور بیرونی دفاع۔

اندرونی محرکات یعنی نفس کو مغلوب کرنے کا ایک راستہ ہے کہ روح کو قوی کیا جائے (نفسیاتی زبان میں قوت ارادہ و عمل کو قوی کیا جائے) روحانی ریاضتیں اور ارکان روحانی غذا فراہم کرنے اور اس کو تقویت دینے کے لیے بہترین طریقہائے کار ہیں۔

بیرونی محرکات پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے، قوت ارادہ و عمل اور عزم و حوصلہ میں پختگی ضروری تو ہے مگر کافی نہیں۔ اس کے لیے کسی بیرونی محرک عمل کی تلاش بھی ناگزیر ہے۔ ورنہ نہ صرف روحانی ریاضتوں میں دوام و قیام محال ہے بلکہ بیرونی دباؤ کے خلاف مستحکم اور پائدار دفاع بھی ناممکن ہے۔

اس لیے بیرونی دباؤ (شیطان اور گمراہ کن ماحول) کے خلاف مستحکم اور پائدار دفاع کے لیے، اور اندرونی خواہشات نفس کو دبانے کے لیے نیز ان روحانی ریاضتوں و ارکان کے دوام کے لیے کوئی قوت نافذہ اور قوتِ قاہرہ (Sanctioning authority) کو ماننا ضروری ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس ہستی و قوت کے یقینِ کامل سے انسان کی صفتِ بندگی بھی مطمئن (Satisfy) ہو جاتی ہے۔ کیونکہ انسان جب پریشان ہوتا ہے اور اس کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بقاء وارتقاء کی تمام امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں تو وہ نفسیاتی طور پر ایک ایسی ہستی کی شدید ضرورت محسوس کرتا ہے جس کے حضور اپنی پریشانیوں کا اظہار کر کے اپنا غم غلط کرے اور اپنا دماغی وذہنی بوجھ ہلکا کرے، یعنی سکونِ قلب پا سکے۔ مزید برآں اس کائنات کی پیچیدگی اور نظم کو معلوم کر کے اور اپنے وجود کی خامی وخوبیوں کو جان کر انسان کے عقل ووجدان کا تقاضہ ہوتا ہے کہ وہ خالقِ کائنات اور اپنے خالق ومالک کے حضور اظہارِ تشکر اور اظہارِ خشیت وتذلّل کے ذریعہ روحانی تسکین حاصل کرے یعنی نفسیاتی طور پر سکونِ قلب سے ہمکنار ہو سکے۔

کمالِ بندگی کے حصول کے لیے مثالی دین کی خصوصیات

الہامی مذاہب میں خدا کے وجود کا عقیدہ اس قوت نافذہ اور قوت قاہرہ بلکہ اُس سے بھی آگے بڑھ کر منبعِ رحمت اور ہستیٔ کاملہ تک کا کام کرتا ہے۔ اُس خدا کا جتنا جامع وکامل اور بہترین تصور کوئی مذہب پیش کرتا ہے اتنی ہی پائدار کمالِ بندگی سے ہمکنار کرا سکتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے بڑے حاکم کے سامنے محکوم انسان میں صنعت خشیت وانکساری کا ظہور آسانی سے ہوتا ہے جب کہ نسبتاً چھوٹے حاکم کے سامنے اتنی انکساری پیدا نہیں ہو پاتی۔

کمالِ تقویٰ کے حصول کے لیے اُس مذہب میں چند دیگر خصوصیات مزید تحریک وسرعت کی باعث ہو سکتی ہیں۔ اوّلاً انسان حریص واقع ہوا ہے اور ہر فعل کے مثبت نتیجہ کا وہ خواہاں ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اچھے فعل پر اس کو اچھے نتیجہ (اجر وثواب) کی امید ہو یعنی وہ مذہب اس کو بہترین اجر وثواب کی بشارت دیتا ہو۔ دوسرے انسان سہولت پسند واقع ہوا ہے اس لیے آسان راستہ اختیار کرنے کی طرف مائل رہتا ہے چاہے وہ نقصان دہ کیوں نہ ہو اس نقصان سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ اس نقصان سے بڑا نقصان یعنی سزا وعذاب اس کے سامنے قلب میں مستحضر رہے۔ تیسرے وہ تاویل پسند اور اپنے ضمیر کو غلط طریقوں سے مطمئن کر لینے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لیے اس کے سامنے ایک ایسا علم ہو جو اس کی بے جا تاویلات سے روک سکے اور ایک ایسی ہستی کا یقین ہو جو اس کو ہر وقت اور ہر حال میں دیکھتی ہو بلکہ اس کی بے جا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تا دیل پر گرفت بھی کر سکے۔ چوتھے انسان عجلت پسند واقع ہوا ہے اس لیے چاہتا ہے کہ جلد از منزلِ مقصود کو پہنچ جائے اور اس طرح شارٹ کٹ (Shortcut) اختیار کر کے ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی طرح سیکڑوں لوگوں کے امن وامان کو پامال کرتے ہوئے منزلِ مقصود تک پہنچنا چاہتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ وہ مذہب انفرادی مفاد سے زیادہ اور غالب اجتماعی مفاد اور امن وامان پر زور دیتا ہو۔ پانچویں انسان تھُڑدلا یعنی بزدل وکم ہمت واقع ہوا ہے اور غلطی کرنے پر جرأت کے ساتھ اُس نقصان کی تلافی کے بجائے ہمت ہار بیٹھتا ہے لہٰذا اس مذہب میں اعترافِ جرم کے بعد نیک ارادہ وعزم اختیار کرنے پر حاکم مطلق کی حیثیت سے کوئی شفیق ومربّی ذات اس کو اپنی آغوشِ شفقت ورحمت میں لینے کو تیار رہے اور اس مجرم کی حقیقی توبہ پر اس کو پاک وصاف تسلیم کرے۔ چھٹے انسان میں محبت وعشق کا داعیہ ہے اور اس داعیہ کو بروئے کار لانے کے لیے وہ دوسرے ناز یا ذرائع سے اپنی زندگی کو ضائع کرتا ہے اس لیے اس مذہب کا ایک مثبت پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ خالقِ حقیقی سے سچّی محبت کو اولیت دے نیز اس مقصد حقیقی سے عشق پیدا کرا دے جس کے ذریعہ پائدار امن وامان کی راہیں استوار ہوں بالفاظِ دیگر وہ مذہب، خالقِ کائنات کی صفات ربوبیت، شفقت اور رحمت کو تمام مخلوقات کے لیے یکساں ثابت کر دے۔ اس کی مخلوق کو گزند پہنچانا محبوبِ حقیقی سے رشتۂ تعلق اور قرب کو توڑنے کے مترادف مانا جائے۔ ساتویں انسان حریت پسند ہے اور آزاد رہنا چاہتا ہے مگر اپنے حقِ آزادی میں مبالغہ سے کام لے کر دوسرے لوگوں کی حرّیت پر ڈاکہ بھی ڈال سکتا ہے لہٰذا ایسی بے لگام آزادی کے بجائے وہ مذہب، وحدتِ انسانیت اور مساواتِ انسانی کی رعایت رکھتے ہوئے جملہ انسانوں کی حریت فکر وعمل کی ضمانت دے۔ آٹھویں انفرادی طور سے انسانی خصوصیات کی رعایت کے ساتھ ساتھ، اجتماعی ترقی کے حصول کی ضمانت دیتا ہو خصوصاً معاشرتی ترقی کے لیے ناگزیر قدریں مثلاً ہمدردی، غم گساری، محبت وشفقت، عدل وانصاف کا علمبردار ہو۔ نویں اس مذہب کا یہ طرۂ امتیاز ہو کہ وہ ہر فرد کی بقاء وارتقاء کی یکساں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضمانت دیتا ہو اور ہر وہ شخص عظیم مجرم قرار پاتا ہو جو کسی دوسرے شخص کے سکون وچین پر حملہ کرے یا اپنے سکون کے لیے دوسرے لوگوں کی پریشانی کا سبب بنے۔ دسویں خدمتِ خلق، حقوق العباد اور مساواتِ انسانی کا علمبردار ہو۔

اگر ان تمام صفاتِ انسانی کو مطمئن کرتے ہوئے ایسے متوازن اصول ہوں جن میں اولیت معاشرتی امن وامان کو دی گئی ہو تو کمالِ بندگی کی منزل اور متقیانہ زندگی کی معراج بہت ہی آسان ہو سکتی ہے۔ علاوہ بریں یہ صفات پائدار سکون قلب کے حصول میں اور عالمی امن وامان کی استواری میں مثبت تحریک بخشتی ہیں۔

یہ ذریعہ سکون انسانی جسم وروح پر گراں بھی نہیں ہوتا کیونکہ وہ اپنے کام میں اتنی روحانی لذت اور خوشی محسوس کرتا ہے کہ اس کو باطلانہ ماحول کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ اس کا ذہن بھی خلجان میں مبتلا نہیں ہوتا کہ وہ تو سب کا حق ادا کر رہا ہے اور دنیا اس کے نتیجہ میں اسے کیا دے رہی ہے۔ اس کی محنت ومشقت کا زاویۂ نظر ہی بدل جاتا ہے۔ اس کو انسانوں کا خوف نہیں رہتا۔ جیتا ہے تو پرسکون حالت میں اور مرتا ہے تو بغیر کسی فکر وتردد کے۔ چور اور لٹیرے اگر اس کے مال ودولت کو لوٹ بھی لیتے ہیں تب بھی اس کا دل نہیں بیٹھتا اور نہ پریشان نہیں ہوتا کیونکہ اس نے مال ودولت کو اپنے لیے کمایا ہی کب تھا اور وہ ہر حال میں راضی برضائے مالک حقیقی رہتا ہے۔ متقی شخص اپنے احسانوں کا بدلہ دنیا والوں سے نہیں چاہتا وہ تو اس کا بدلہ اپنے خالق ومالک سے لینے کا متمنی ہوتا ہے اور اس کا کمال یہ ہے کہ اجر کی تمنّا بھی مالک حقیقی کی رضا جوئی پر مغلوب ہو جائے۔ یعنی اس کا مقصدِ زندگی معبودِ حقیقی کی مکمّل بندگی ہو جس کے پیچھے صرف یہ داعیہ ہو کہ خالقِ کائنات مجھ سے راضی ہو جائے۔

متقیانہ زندگی کی معراج کے حصول پر اور کمالِ بندگی کی منزل تک پہنچ کر انسان اس لیے بھی مستقل سکونِ قلب سے متمتع ہوتا ہے کیونکہ وہ دنیا سے ورا حقیقتوں کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنی نظرِ بصیرت سے دیکھنے لگتا ہے۔ اور جب یہ علم الیقین، عین الیقین کی سرحدوں کو چھو لیتا ہے تو وہ نفس مطمئن، سرتاپا اور ہمہ وقتی سکون وچین سے بھی ہمکنار ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہی متقیانہ زندگی کی معراج اور کمالِ بندگی کی دنیوی کسوٹی بھی ہے۔

ان تمام خصوصیات کے علاوہ جو اس کی اپنی ذات سے متعلق ہیں، ایک سب سے اہم پہلو اس ذریعۂ سکون کا یہ ہے کہ طریقہ نہ صرف اجتماعی امن وامان کی راہ میں حائل نہیں ہوتا، نہ صرف امن وامان کے لیے راہ ہموار کرنے کا سبب بنتا ہے بلکہ سب سے آگے بڑھ کر اس ذریعہ سکون کا حصول ہی حقیقی امن وامان کی جدوجہد کے ذریعہ ہوتا ہے۔ بالفاظِ دیگر حقیقی ودائمی سکون کے لیے انسانی زندگی کا فرضِ اولین اور زندگی کی تگ ودو کا محور ومرکز ہی دنیائے انسانیت کے حقیقی امن وامان کا حصول قرار پاتا ہے۔

کیا اس کے علاوہ سکونِ قلب کا کوئی دوسرا ذریعہ بھی اس سے بہتر ہو سکتا ہے؟

(ختم شد)

اسلام کا نظامِ حکومت

مؤلف: مولانا حامد الانصاری غازی

اس کتاب میں اسلام کی ریاست عامہ کا مکمل دستور اساسی اور مستند ضابطہ حکومت پیش کیا گیا ہے۔ یہ عظیم الشان تالیف اسلام کا نظام حکومت ہی نہیں پیش کرتی بلکہ نظریۂ سیاست وسلطنت کو بھی منظر عام پر لاتی ہے۔ طرزِ تحریر زمانۂ حال کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

بڑی تقطیع قیمت -/۲۲ روپے مجلد اعلیٰ کوالٹی -/۳۰ روپے

ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد دہلی۶

© rasailojaraid.com